بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وہ بات اُن کو بہت ناگوار گزری

وہ بات سارے فسانے میں جس کا ذکر نہ تھا
وہ بات ان کو بہت ناگوار گذری ہے

ہو اجازت تو تیرے پاؤں پر سر رکھ کہ کہوں
کیاہوئے دن تیری غیرت کے دکھانے والے

"اس قدر تکلیف اس قدر اذیت، کس کے قدموں پر سر رکھنے کی جسارت فرمارہے ہیں؟" محترم واسطی صاحب، اگر آپ یہ بھی نہ سمجھ سکے کہ مضمون نگار کیا کہہ رہاہے اور محض آدھا صفحہ اس بات کی وضاحت میں گھسیٹ ڈالا کہ آپ کے آقاو مولا تو اس قادرو توانا خدا کے قدموں پر سر رکھنے کی حسرت دل میں لئے ہوئے تھے۔ تو محترم آپ مجھے حکمت و دانائی سے کوسوں میل دور دکھائی دیتے ہیں۔ آپ کا مضمون سوائے آپ کی بے بسی کی عکاسی کے اور کچھ ثابت نہیں کر پارہاہے۔ آپ کی اس کرب ناک حالت کو مرزاغالب نے اس طرح بیان کیاہے۔

محبت میں نہیں ہے فرق جینے اور مرنے کا
اسی کو دیکھ کر جیتے ہیں، جس کا فر پہ دم نکلے

میرا آپ جناب سے عاجزانہ مشورہ ہے کہ قطع نظر اس بات کے کہ آپ خلیفہ ثانی کو سچا مصلح موعود سمجھتے ہیں؟ آپ اُنکی شاعری کی بجائے سر علامہ محمد اقبال کو پڑھا کریں۔ تا آپ کی عزت نفس آپکی اپنی نگاہ میں بحال ہو اور آپ اپنے مقام و مرتبے کو سمجھ سکیں۔ یہ آپ جیسے دو دیوانے ہی تھے جو خلیفہ ثانی کو ہمیشہ سے ہی مطلوب تھے۔ جو عقیدت کے نشے میں اس قدر مخمور تھے کے دعویٰ ہوتے ہی پھولوں کے ہار لیکر لپک پڑے۔ آپ نے اپنے مصلح موعود صاحب کا وہ کتابچہ ضرور پڑھا ہو گا "مجھے آپ کی تلاش ہے" ایک بار دوبارہ پڑھ لیجئے گا تو آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ آپ کے اعلیٰ حضرت کس قسم کی سوچ کے مالک تھے ۔ خدمت دین کو اک فضل الہی جانوں۔ اس کے بدلے میں کبھی طالب انعام نہ ہوں۔ یہ وہ دو غلانہ غلامانہ مفہوم ہے جس نے آپ جیسے احمدیوں کو کند ذہن بنا دیا۔ آپ کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیتوں کو معدوم کر دیا ہے۔ اور آپ کو اور آپ کی سوچ کو غلامی کی حد تک محصور کر کے رکھ دیا۔

افسوس صد افسوس کہ شاہیں نہ بنا تو
دیکھے نہ تری آنکھ نے فطرت کے اشارات

کتاب ملت بیضا کی پھر شیرازہ بندی ہے
یہ شاخ ہاشمی کرنے کو ہے برگ وبر پیدا

نوا پیرا ہو اے بلبل کے ہو تیرے ترنم سے
کبوتر کے تن نازک میں شاہیں کا جگر پیدا

یہ مضمون جو اقبال بیان فرمارہے ہیں کافی گہرے ہیں آپ کو سمجھنے میں دشواری ہوگی۔ آپ فی الحال اقبال کے اس شعر پر غور فرمائیں۔

کھول آنکھ زمیں دیکھ، فلک دیکھ، فضا دیکھ
مشرق سے ابھرتے ہوئے سورج کو ذرا دیکھ

محترم وقت تبدیل ہو چکا ہے۔ آپ اپنی تحریروں میں لفاظیت کے چناؤ کی بجائے معنی آفرینی پر زور دیا کریں۔ اگر مضمون نگار کے پاس معنویت کی قلت ہو تو لفاظیت کا جامہ پہنایا جاتا ہے۔ اور ایسا مضمون بغیر پیندے کا کہلا تا ہے جو محض پینترے بدلتا رہتا ہے۔ اور علم و عرفان اور حکمت و دانائی سے کلیۃً خالی ہو تا ہے۔

محترم آپ کے خلیفہ صاحب کا دعویٰ مصلح موعود بھی اسی طرح بغیر پیندے ہی کا تھا یہی وجہ ہے کہ آپ کو لفاظیت کے چناؤ کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ کیونکہ بغیر پیندے کی چیز زیادہ عرصہ بغیر سہارے کے کھڑی نہیں رہ سکتی۔ اسی لئے ضرب المثل مشہور ہے۔ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے۔۔۔

لفاظیت کے تم ہی شہنشاہ نہیں ہو واسطی
کہتے ہیں اگلے زمانے میں کوئی محمود بھی تھا

میرے دل کی خواہش تھی کہ آج میں اپنے اس مضمون کو مکمل کر دیتا، پر آپ کی علمی حیثیت دیکھ کر طبیعت گوارا نہیں کرتی۔ لہذا مضمون کے درمیانے حصہ کو چھوڑ تا ہوں اور آخر کی طرف بڑھتا ہوں۔۔ انشااللہ بعد میں اس مضمون کو مکمل کر کے الغلام ڈاٹ کی زینت کر دیا جائے گا۔

مسئلہ نفسیاتی یا علمی........

سن 1996 میں آپ کے پیر و مرشد فرماتے ہیں

میرے درد کی جو دوا کرے
کوئی ایسا شخص ہوا کرے

میرے پیارے!! حضور ایسا شخص جو آپکے روحانی درد، بے چینی اور اس تکلیف کا جس میں خلافت کی گدی پر بیٹھے ہی مبتلا ہو گئے تھے سوائے ابن مریم کے کسی ماں کے لعل کے پاس نہیں تھا۔ اور ہو تا بھی کیوں؟ آپ کی جماعت جس دائمی روحانی بیماری میں مبتلاء تھی اس کی ہسٹری کافی طویل ہے۔ اس بیماری نے خلیفہ رابع صاحب کے والد محترم مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے اقتدار سنبھالتے ہی جڑیں پکڑنا شروع کر دی تھیں۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام اسی وجود کے بارے میں فرماتے ہیں جس کے پاس خلیفہ صاحب کے روحانی درد کا علاج تھا۔ وہ درد جو آپ کی روح کو گلا کر کھوکھلا کر رہا تھا۔ وہ درد جس نے آپکے قدموں سے ثبات چھین لیا تھا۔ اِمام آخر الزماں علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"اس مسیح کو بھی یاد رکھو جو اس عاجز کی ذریت میں سے ہے۔ جس کا نام ابن مریم بھی رکھا گیا ہے۔ کیونکہ اس عاجز کو براہین میں مریم کے نام سے بھی پکارا گیا ہے"

محترم خالد واسطی صاحب:۔ کیا آپ کو یہ مضمون سمجھ میں آتا ہے۔ محمدی مریم کا۔؟؟؟؟؟؟؟؟؟ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام مسیح موعود ہوتے ہوئے مریمی روحانی مقام پر بھی فائز کیے گئے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے الہامات میں کئی بار مریم کے نام سے پکارا ہے۔ اور آپ حضور علیہ اسلام اپنی ایک تحریر میں فرماتے ہیں "مجھے حیض آتا ہے؟ کبھی آپ نے سمجھنا گوارا کیا اس مفہوم کو۔ کوشش بھی نہ کیجئے گا ورنہ آپ اور آپ کی اولاد کیلئے جماعت میں بڑے مسئلے پیدا ہو جائیں گے۔

بڑا شور ہے میرے شہر میں کسی اجنبی کے نزول کا
وہ مری ہی جان نہ ہو کہیں، کوئی کچھ تو جا کے پتہ کرے

محترم یہی وہ اجنبی تھا۔ جس نے آپ کے عصر بیمار میں نازل ہو کر آپ کو اور آپکی جماعت کو روحانی تباہی کے گھڑے میں گرنے سے بچانے آنا تھا۔ یاد ہے آپ کو آپ نے کیا فرمایا تھا۔ اے غلام مسیح الزماں ہاتھ اٹھا موت آ بھی گئی تو ٹل جائے گی۔ یہی وہ غلام مسیح الزماں ہے جس کی خبر ۲۰/ فروری ۱۸۸۶ کی الہامی پیشگوئی میں حضرت امام مہدی علیہ اسلام کو دی گئی تھی۔ "ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے ملے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے دیا جائے گا۔"
محترم یہ تھا وہ اجنبی جو آپ آور آپ کے خاندان مسیح موعود میں اک غیر متعلقہ شخص جو محض خدا تعالیٰ کے سائے تلے جماعت احمدیہ میں پروان چڑھا تھا۔ جسکا، ظہور جلال الٰہی کے ظہور کے مترادف تھا۔ یہی تھا وہ فخر رسل جس نے خلیفہ رابع صاحب کے لاشعور میں ایک تہلکہ مچا رکھا تھا۔ اور خدا تعالیٰ آپ کی زبان اور قلم سے اس کی تصدیق کروا رہا تھا۔ اور یہی وہ اجنبی احمدی تھا جس کے بارے میں آپ نے نہایت ہی تکبر کے ساتھ جلسہ سالانہ جرمنی میں اپنی تقریر میں فرمایا تھا۔ "کہنے کو تو اس کے چار مرید بھی نہیں" یہی تھا وہ صراط مستقیم پر قائم انعمت علیھم کی تفسیر، یہی وہ گل رعنا تھا جو جماعت احمدیہ میں ایک سو سال کی خاندانی غلامی کے بعد کھلا تھا۔ جس کی آمد کی صدا آپ کے اشعار سے خوب جھلکتی رہی۔۔۔۔

گو آرہی ہے میرے ہی گیتوں کی بازگشت۔۔۔۔ نغمہ سرا ہیں دشت و جبل آپ کیلئے

افسوس صد افسوس ایک خلیفہ کی کم علمی پر جو اپنے ہی کلام میں پنہاں اس عظیم الشان وجود کو نہ صرف سمجھنے سے قاصر رہا۔ بلکہ جب وہ اجنبی وجود، "بڑا شور ہے میرے شہر میں کسی اجنبی کے نزول کا" آپ جناب کے سامنے آ کھڑا ہوا تو اُسے غلامی کی حد تک رہنے کی تلقین فرماتے رہے۔ ۲۰/ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں اس موعود زکی غلام کے نزول کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ نے "كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔ یقیناً اللہ آسمان سے نازل ہوا" کے الہامی الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ جلسہ سالانہ یوکے ۱۹۸۷ء کے موقعہ پر جناب خلیفہ رابع صاحب موعود زکی غلام کے نزول کے حوالہ سے اسی الہامی علامت کا اپنے شعر میں اس طرح ذکر فرماتے ہیں۔۔۔۔

اُن کی چاہت مرا مدعا بن گیا، میرا پیار اُنکی خاطر دُعا بن گیا۔۔۔۔ بخدا اُن کا ساتھی خدا بن گیا، وہ بنائے گئے آسماں کیلئے

محترم خالد واسطی صاحب:۔ موعود یوسف کا طاہر کے شعروں، نغموں میں ذکر کرنا اور خوابوں کی تعبیریں کرنا آپکی طبیعت پر کافی گراں گذرا اور آپ مضمون کے آخر پہ کافی چراغ پا دکھائی دیئے۔ اے میرے بھٹکی ہوئی راہ کے اَسیر دوست اِسی موعود یوسف کی خبر تو حضرت امام مہدی علیہ اسلام نے بھی اپنے منظوم کلام میں بھی دی تھی۔ کیا کبھی آپ نے غور نہیں فرمایا۔۔۔۔

باغ میں ملت کے ہے کوئی گل رعنا کھلا۔۔۔۔ آئی ہے باد صبا گلزار سے مستانہ وار
آرہی ہے اب تو خوشبو میرے یوسف کی مجھے۔۔ گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اُس کا انتظار

نیز فرمایا۔

میں کبھی آدم، کبھی موسیٰ، کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں، نسلیں ہیں میری بے شمار

محترم یہی تو عصر حاضر کے یعقوب حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کا موعود یوسف تھا جس کو آپ ساری زندگی اپنی اولاد میں ڈھونڈتے رہے؟ آخر ڈھونڈتے بھی کیوں نہ اس نبیوں کے چاند کو جس نے دور کے راستے سے آنا تھا اور لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ کا مظہر بننا تھا۔ اور آپ علیہ السلام کی جماعت میں قدرت ثانیہ کا آغاز کرنا تھا۔ اب اگر آپ جناب، حضرت طاہر کو ہی یوسف بناڈالیں تو پھر جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے۔ چھوڑدو وہ راگ جسکو آسماں گاتا نہیں!!!ے

خرد کا نام جنوں رکھ دیا، جنوں کا خرد۔۔۔۔۔ جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

محترم خالد واسطی صاحب:۔ اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد۔ آج آپ کی روحانی طور پر مردہ جماعت صرف اور صرف اس صورت میں زندہ ہوسکتی ہے جب آپ خلیفہ ثانی کے دعوی مصلح موعود کو من حیث الجماعت ترک نہیں کر دیتے۔ اور جب تم خلیفہ ثانی کے اس کھوکھلے دعوی کو ترک کردگے تو پھر تمہیں آنے والے کی بات میں وزن دکھائی دے گا۔ ورنہ دوسری صورت میں غلبہ اسلام تو کجا تم اسی طرح عالم میں مارے مارے بھٹکتے پھروگے۔ لیکن میرے دوست احمدیوں کی بدقسمتی یہیں ختم نہیں ہوتی کہ عالم اسلام میں دھتکار کا شکار ہیں۔ احمدیوں کی اصل بدقسمتی تو اس وقت شروع ہوتی ہے جب وہ اپنی جماعت ، اپنے نظام میں جاتے ہیں جہاں ان کے ساتھ شودروں سے بھی بدتر سلوک کیا جاتا ہے۔ اور جب یہ کمی کمین احمدی اپنے آقا و مولا کے عذاب کا شکار ہوتے ہیں اور اپنے گلوں میں معافی کی تختیاں لٹکائے اپنی معافی کی بھیک مانگ رہے ہوتے ہیں تو اس وقت کوئی یہ جرأت نہیں کرسکتا کہ وہ ان احمدیوں کو اپنا بھائی کہہ سکے۔۔۔۔ داد دیتا ہوں نواز شریف کو جس نے مشکل کی گھڑی میں احمدیوں کو اپنا بھائی کہہ کر دلجوئی فرمائی۔۔۔ے

ابھی سے کیوں چھلکتے ہیں تمہاری آنکھ کے آنسو
ابھی چھیڑی کہاں ہے داستان درد دل میں نے

انداز بیاں اگرچہ شوخ نہیں ہے۔۔۔شاید کہ اُتر جائے ترے دل میں میری بات

والسلام

ڈاکٹر مقصود احمد

JAIP-UK

12.11.2015